نقد واستدراک

ازواج مطہرات رض کے مکانوں کا مسئلہ

سلطان احمد اصلاحی

محترم مدیر سہ ماہی تحقیقات اسلامی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تحقیقات اسلامی اکتوبر۔ دسمبر ۱۹۹۶ء کے شمارے میں فاضل گرامی جناب ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی کا حسب روایت پراز معلومات مضمون 'معیشت نبوی، مدینہ منورہ میں' دلچسپی سے پڑھا۔ ازواج مطہرات رض کے مکانوں کی بحث میں ایک تشنگی محسوس ہوئی۔ سطور ذیل سے اسی کی طرف توجہ دلانی مقصود ہے۔

رسالہ کے ص ۱۶، ۱۷ پر ازواج رض کے مکانوں کی بحث ہے۔ ص ۱۶ پر مدینہ آمد پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنی دو ازواج حضرت عائشہ رض اور حضرت سودہ رض کے لیے حجروں کی تعمیر کے سلسلے میں سیرت ابن ہشام، بخاری اور سیرت النبی جلد اول کے حوالہ سے یہ تفصیل ہے کہ مسجد نبوی سے متصل آپ کے لیے دو مکان / حجرے بنائے گئے تھے۔ آگے یہیں متصل کہا گیا ہے "روایات میں ان کی جزئیات کی تصریح نہیں ملتی مگر عام شہادتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حجروں کی زمین اور ان کا ضروری تعمیری سامان بھی صحابہ کرام رض کے عطیہ سے آیا تھا"۔ پیراگراف کے ختم پر ص ۱۷ پر نئے پیراگراف میں دیگر ازواج مطہرات رض کے مکانوں کی بابت مزید تفصیل یہ دی گئی ہے:

"روایات میں آتا ہے جوں جوں آپ نے مزید نکاح کیے ازواج کی رہائش کے لیے حجرے بھی تعمیر ہوتے گئے۔ یہ سب ترتیب وار مسجد سے متصل چھ سات ہاتھ چوڑے اور دس ہاتھ لمبے تھے۔ ان کی زمینیں اور تعمیراتی سامان صحابہ کرام رض بالخصوص انصار مدینہ کے ہدیہ وعطیہ سے آیا تھا۔ ان کے باہری دروازے پر کمبل کے پردے ہوتے تھے"۔ اس موقع پر حوالہ صرف علامہ شبلی نعمانی کی سیرت النبی جلد اول ص ۲۸۱، ۲۸۲ دار المصنفین، اعظم گڑھ ۱۹۸۳ء کا ہے۔ اسی تسلسل میں مصنف فرماتے ہیں "ان کا انتظام کس کے ذریعہ سے ہوا تھا ابھی تک نہیں معلوم ہو سکا"۔ خط کشیدہ عبارت اپنے مفہوم میں واضح نہیں ہے۔ جب اوپر مصنف خود کہہ رہے ہیں کہ ان مکانوں

کی زمینیں اور تعمیراتی سامان صحابہ کرامؓ بالخصوص انصار مدینہ کے ہدیہ وعطیہ سے آیا تھا تو پھر آخر میں اس کہنے کے کیا معنی ہیں کہ "ان کا انتظام کس کے ذریعہ سے ہوا تھا ابھی تک نہیں معلوم ہو سکا"۔ غالباً اس عبارت سے مصنف کا منشا یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ بالخصوص انصار مدینہ میں سے متعین طور پر کن صحابی یا حضرات صحابہ کی طرف سے ان مکانوں کی زمینوں اور ان کے تعمیراتی سامان کا انتظام ہوا تھا اس کا ابھی تک پتہ نہیں چل سکا ہے۔ گویا کہ ابھی ان صحابی یا ان صحابہ کا نام یقین سے معلوم نہیں ہو سکا ہے۔

علامہ شبلیؒ نے اس موقع پر طبقات ابن سعد، اور سمہودی کی وفاء الوفا کا حوالہ دیا ہے۔ ان کے پیش نظر چونکہ ان مکانوں کی مزید تفصیل نہ تھی اس لیے وہ اپنی کام کی بات کہہ کر اسے ان مراجع کی طرف محول کر گئے ہیں پہلی بات تو یہ کہ ایک بنیادی اہمیت کی حامل بحث میں اصل مراجع کا حوالہ دینے کے بجائے سیرۃ النبیؐ کے ثانوی مأخذ پر کیوں اکتفا کیا گیا جبکہ اسی مضمون میں دوسرے موقع پر طبقات ابن سعد کا براہ راست حوالہ موجود ہے۔ دوسرے، بسا اوقات فرصت کی کمی اور تکان کی مجبوری سے ثانوی حوالے کی گنجائش نکال بھی لی جائے تو ایک ایسے موقع پر جبکہ بحث کا ایک اہم پہلو تشنۂ تحقیق ہو کہ مکانوں کا انتظام کس ذریعہ سے ہوا تھا ابھی تک نہیں معلوم ہو سکا، ایسے موقع پر تو اصل مراجع سے مراجعت ناگزیر تھی۔ اس کے وجہ جواز میں مشکل پیش آتی ہے کہ علامہ شبلی نعمانی متوفی سنہ ۱۹۱۴ء تو اپنی کتاب میں طبقات ابن سعد اور وفاء الوفا کا حوالہ دیں اور ۱۹۸۹ء کے آخر میں ایک بلند پایہ محقق ان نشاندہی کردہ مراجع سے مراجعت کیے بغیر ثانوی ماخذ کی مختصر معلومات پر انحصار کرتے ہوئے ایک ایسا اشکال پیش کرے جو اصل مرجع کی مراجعت کے ساتھ ہی حل ہو سکتا ہو۔ سمہودی کی وفاء الوفا اس وقت بھی مطبوعہ تھی اور اب تو اس کا محقق ایڈیشن شائع ہو گیا ہے۔ سید سلیمان ندویؒ کی سیرت عائشہ میں بھی سمہودی کی 'خلاصۃ الوفا' کا حوالہ موجود ہے۔ وفاء الوفا میں صراحت ہے۔

'حضرت عائشہؓ اور حضرت سودہؓ کے مکانوں سمیت مسجد نبوی کے قریب اور اس کے اردگرد سارے مکان جو ازواج مطہرات کے زیر استعمال تھے، یہ سب مکان حضرت حارثہ بن نعمانؓ کے تھے۔ یہ اپنی سعادت سمجھتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی نیا عقد کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت سے یہ آپؐ کے حق میں اپنے مکان سے دستبردار ہو جاتے یہاں تک کہ اس طرح ان کے سارے مکان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی ازواج مطہرات کے

ہو رہے ہیں۔ نورالدین علی ابن احمد السمہودی م ۹۱۱ھ: وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ: ۱/۴۵۸ تا ۴۶۲۔ دار احیاء التراث العربی، بیروت، طبعہ ثالثہ ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء تحقیق و تعلیق: محمد محی الدین عبدالحمید۔ توقع ہے کہ اس تفصیل سے "ان مکانوں کا انتظام کس ذریعہ سے ہوا تھا ابھی تک نہیں معلوم ہو سکا" یہ اشکال رفع ہو جائے گا۔ خاکسار کے رسالے "مشترک خاندانی نظام اور اسلام" مطبوعہ ادارۂ تحقیق و تصنیف اسلامی علی گڑھ میں ازواج مطہرات کے مکانوں کی بحث میں بعض دوسرے مراجع کی بھی نشاندہی ہے۔

مضمون کی دوسری قسط "تحقیقات اسلامی" جنوری - مارچ ۲۰۰۹ء میں ان مکانوں کے سلسلے میں مزید کہا گیا ہے: "حضرت حارثہ بن نعمان انصاریؓ نے اپنے کئی مکانات آپؐ کی نذر کیے تھے۔ بعد میں حضرت فاطمہ زہراؓ کی شادی خانہ آبادی پر ایک اور مکان آپؐ کی دختر کے رہنے کے لیے ہدیہ کیا۔"[۲۰۵] اس حاشیہ کی تفصیل تعلیقات و حواشی میں [۲۰۵] سیرۃ النبیؐ: ۱/۲۸۲، ۲۸۳، بحوالہ صحیح بخاری باب فضل المنیحہ ص ۳۶۶ دی گئی ہے جبکہ سیرۃ النبی ۱/۲۸۲ پر [۵] کے تحت صحیح بخاری ص ۳۵۶ باب المنیحہ (بخاری کے صفحہ نمبر کا یہی حوالہ صحیح ہے) کا تعلق مصنف کے اس سے اوپر کے بیان: "حضرت ام انسؓ نے آپؐ کو جو جائداد پیش کی وہ آپؐ نے حضرت ام ایمنؓ کو عنایت کر دی" سے ہے جبکہ اس پر کوئی حوالہ نہیں ہے۔ سیرۃ النبیؐ میں اس حوالہ کے مضمون کے الفاظ جو نسبتاً زیادہ واضح ہیں: "حضرت انسؓ کی ماں ام انسؓ نے اپنی جائداد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرما کر اپنی دایہ حضرت ام ایمنؓ کو دے دیا۔"[۵] مضمون میں آگے لمبی بحث کے بعد حوالہ [۲۰۹] انساب الاشراف اور واقدی وغیرہ کا ہے۔ اس کی وجہ سے مکانوں کی مذکورہ تفصیل کے مآخذ کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ اس طرح اس قسط کے بیان "حضرت حارثہ بن نعمان کے آپؐ کو اپنے کئی مکانات نذر کرنے" سے بھی مضمون کی پہلی قسط میں ازواج مطہراتؓ کے جملہ مکانوں کے سلسلے میں مصنف کا مذکورہ اشکال بڑی حد تک برقرار رہتا ہے جو محض سمہودی کی "وفاء الوفا" سے عدم مراجعت کا نتیجہ ہے۔ یوں بھی اس تفصیل سے اگر قسط اول کا اشکال رفع ہو گیا تھا تو اس موقع پر اس کی وضاحت ضروری تھی۔ اس سے پہلے سیرۃ: ۱/۲۸۵ - ۲۸۸ کا حاشیہ [۲۰۷] بھی پوری طرح واضح نہیں ہے۔ شبہ ہوتا ہے کہ ان تسامحات کا سبب کہیں غیر معمولی عجلت تو نہیں ہے۔

مشترک خاندانی نظام اور اسلام
از مولانا سلطان احمد اصلاحی
صفحات ۵۶ قیمت ۶ روپے
ناشر: مکتبہ تحقیق و تصنیف اسلامی - پان والی کوٹھی - دودھ پور - علی گڑھ - ۲۰۲۰۰۲